پروفیسر خالد شبیر احمد*

دہشت زدہ دانش ور سے ایک ملاقات

کل سرِ راہ اتفاقاً ایک دانش ور سے ملاقات ہوگئی' میں خوشی سے جھوم اٹھا۔ بڑی مدت کے بعد کسی دانش ور سے ملاقات کا موقع ملا۔ منت سماجت کر کے انہیں نزدیک ترین ہوٹل میں لے آیا۔ چائے کی پیالی ان کے سامنے رکھ کے ان سے گوشہ نشینی کا سبب پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ دور دانشوروں کا نہیں' طاقت وروں کا ہے۔ جہاں طاقت دانش پر یوں غلبہ حاصل کرلے وہاں دانش وروں کا بھلا کیا کام۔ اس لیے کبھی کبھار ہوا خوری کے لیے گھر سے باہر نکلتے ہیں ورنہ گھر میں ہی اپنی دانش پر ماتم کرتے رہتے ہیں۔ اور اکثر یہ شعر گنگنانے میں وقت بسر ہوتا ہے ؎

نا دیدنی کی دید سے ہوتا ہے خونِ دل
بے دست و پا کو دیدۂ بینا نہ چاہیے

میں نے عرض کیا: حضرت آپ نے طاقت وروں کا ذکر فرمایا ہے کسی آپ جیسے ہی دانش ور کا یہ قول ہے کہ ''طاقت گمراہ کرتی ہے اور مکمل طاقت مکمل طور پر گمراہ کرتی ہے'' اس قول کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

دانش ور نے میرے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ دراصل جو طاقت کے حصول کے لیے ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور طاقت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ تو طاقت کے حصول سے پہلے ہی گمراہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس بات میں کوئی مبالغہ نہیں کہ طاقت صرف گمراہ ہی نہیں کرتی بلکہ انسان کو فرعون مزاج بنا دیتی ہے۔ طاقت انسان کے دل و دماغ میں ایک ایسا تغیر برپا کر دیتی ہے کہ انسان کی نفسیات ہی تبدیل ہو کر رہ جاتی ہے۔ ''وہ ہمچو ما دیگرے نیست'' کا نعرہ بلند کر دیتا ہے۔ اور جو اس کے سامنے آتا ہے' اسے وہ طاقت کے بل بوتے پر کچل کے رکھ دیتا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ یہ بات تو بڑی خوفناک ہے۔ اس سے کیسے بچا جا سکتا ہے دانش ور نے فوراً جواب دیا۔ ایسی صورت میں حالات سے محفوظ رہنے کے لیے روشن خیال ہو جانا چاہیے' اس طرح ایک انسان طاقت کے نشے میں مخمور انسان سے محفوظ ہو سکتا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ روشن خیال بننے کا کیا طریقہ ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ روشن خیال ہونے کے لیے سب سے پہلے تو ایک آدمی کا بے خیال ہونا ضروری ہے جب آدمی بے خیال ہو جائے تو پھر اس طاقت ور کا ہم خیال ہونا اس

---

* سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

کے لیے کوئی مشکل نہیں ہوگا۔ بس جب انسان طاقت ور کا ہم خیال ہو گیا تو سمجھو کہ روشن خیال خود بخود ہوتا چلا جائے گا۔ انہوں نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ لوگ روشن خیال ہونے سے خواہ مخواہ بدکتے ہیں۔ حالانکہ روشن خیال ہونے میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر آپ کا سودا سچ بول کر نہیں بکتا تو جھوٹ بول کر بیچ ڈالنے میں کیا قباحت ہے؟ اگر عورت پردے میں رہنا پسند نہیں کرتی تو اسے پردے سے نجات دلانے میں آخر کیا قیامت آجائے گی؟ وقت کے ساتھ ساتھ اپنے خیالات کو تبدیل کرنے کا نام ہی تو روشن خیالی ہے اور یہ تبدیلی ہونی چاہیے۔ اس لیے بھی کہ طاقت ور یہی چاہتا ہے۔ آپ دیکھتے نہیں ہے کہ عورت کو گھر سے باہر لانے میں کیا کیا حیلے بہانے تلاش کئے جا رہے ہیں۔ اور جیسے جیسے عورت گھر سے باہر آتی جا رہی ہے، پورے معاشرے کے اندر ایک عجیب و غریب قسم کی روشنی پھیلتی نظر آتی ہے۔ بعض اوقات تو یہ روشنی اتنی تیز ہو جاتی ہے کہ آنکھوں کے ساتھ ساتھ دل و دماغ بھی چندھیا کے رہ جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جس کا دل چندھا گیا، اس کے دماغ سے روشنی ہی روشنی برآمد ہوگی۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ اس کا دماغ روشنی کا مینار بن جائے گا۔ اور اگر یہ روشنی زیادہ ہو جائے تو یہ بھی ممکن ہے کہ آدمی آدمی نہ رہے فقط روشنی کا مینار بن کے رہ جائے۔

میں نے عرض کیا کہ اتنی روشنی کی ضرورت ہی کیا ہے۔ رات ہو تو پھر بات قدرے سمجھ میں آتی ہے۔ اب دن کے وقت تو سورج کی روشنی پہلے ہی موجود ہوتی ہے ایسے وقت انسان اگر روشنی کا مینار بن بھی گیا تو مخلوقِ خدا کو اس سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ آدمی اس سے کیا نفع حاصل کر سکتا ہے؟

دانش ور نے قدرے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ بس یہی آپ میں ایک بنیادی خامی ہے۔ آپ ہر بات کو تبلیغی جماعت کی طرح صرف نفع و نقصان کی عینک سے دیکھتے ہیں۔ اگر انسان ترقی کرتے کرتے اتنا آگے بڑھ جائے کہ وہ سورج کی روشنی کا محتاج ہی نہ رہے تو آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں لیکن یہ سورج کی محتاجی سے بچ نکلنے والی بات سمجھ میں نہیں آتی۔

دانش ور نے بات کو بڑھاتے ہوئے کہا کہ کیا ضروری ہے کہ ہر بات آپ کی سمجھ میں آجائے اور ہر بات کو سمجھنے کی کوشش کرنا بھی کوئی ضروری بات نہیں ہے۔ کیونکہ طاقت ور اس بات کا بُرا مناتے ہیں۔ اب آپ یہ کہہ دیں گے کہ عورت کی امامت کا منصوبہ آپ کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ تو کیا وہ طاقتور لوگ اس منصوبے کو اس لیے ترک کر دیں کہ آپ کی سمجھ میں نہیں آتی۔ آپ کوئی طاقت وروں میں تو شمار نہیں ہوتے کہ آپ کی سمجھ کی کوئی اہمیت ہو، طاقت کے بل بوتے پر اپنی سمجھ کو دوسروں کی سمجھ پر مسلط کرنے اور ہر طاقت کے سامنے سرنگوں ہو جانے کا نام ہی تو روشن خیالی ہے۔

میں نے عرض کیا کہ روشن خیال انسان کی ایک خوبی تو سمجھ میں آ گئی ہے کہ ہر طاقت کے سامنے سرنگوں ہو جائے اس کے علاوہ کوئی اور خوبی جو اسے عام انسانوں سے ممتاز کرتی ہو؟ اس پر دانش ور نے برجستہ کہا کہ جھوٹ بولنا وہ بھی اس

طرح کہ سچ شرمندگی سے اپنا منہ ڈھانپ لے۔

میں نے کہا بعض اوقات جھوٹ بولنے والا طاقت ور بھی ہوتا ہے۔ وہ محض جھوٹ بول کر اپنی بات منوالیتا ہے تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جھوٹ بھی طاقت کا ہی نام ہے۔

دانش ور نے کہا کہ جھوٹ طاقت ور کا وہ ہتھیار ہے جس کے ذریعے وہ سچ کو بے دریغ ذبح کرتا چلا جاتا ہے۔ اور جو لوگ روشن خیال نہیں ہوتے وہ بھی اس کے ساتھ ہی ذبح ہو کر رہ جاتے ہیں۔ کیونکہ جھوٹ اور طاقت مل کر ایک ایسی قوت بن جاتے ہیں۔ جس کا مقابلہ کرنا انسانی بس سے باہر ہے۔ میں نے جھوٹ کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ جھوٹ اور سفید جھوٹ کے درمیان کیا فرق ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ابتداء میں جھوٹ جھوٹ ہی ہوتا ہے۔ اور جب جھوٹ ذرا جوان ہونا شروع کر دے تو وہ وقت کے ساتھ ساتھ اپنے لڑکپن کی رنگت کو سفیدی میں تبدیل کر لیتا ہے اور جب جھوٹ جوان ہو جائے تو پھر وہ سفید جھوٹ کہلاتا ہے۔ اور عموماً سفید جھوٹ ہی طاقت ور استعمال کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ جھوٹ اور روشن خیالی کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ جواب میں انہوں نے کہا کہ دونوں ایک ہی بطن سے پیدا ہونے والے جڑواں بھائی ہیں۔ ایک کا کام ہے کہ سچ کا راستہ روک رکھے اور دوسرے یعنی روشن خیالی کا کام ہے کہ وہ ایک نئی تہذیب وتمدن کی بنیاد رکھے' ایک ایسی تہذیب جس کی شکل یورپ کی تہذیب وتمدن سے ملتی جلتی ہو۔ اور جس میں عورت کا ایک منفرد مقام ہو۔ روشن خیال معاشرہ اسے کو کہا جائے گا کہ جس میں آزادئ نسواں کا پورا پورا خیال رکھا جائے۔ میں نے جواب میں کہا کہ آزادئ نسواں کو تو علامہ اقبالؒ نے ابلیس کی ایجاد کہا تھا۔ دانش ور نے کہا کہ اقبال کو چھوڑ' وہ دور گزر گیا۔ اُس وقت آزادئ نسواں ابلیس کی ایجاد ہوگی۔ اس وقت ہرگز نہیں' اس وقت یہ خود وقت کی ایجاد ہے۔ عورت کی آزادی ' روشن خیالی کی ایک بنیادی پہچان ہے اور اگر روشن خیالی کو ایک دعویٰ کہا جائے تو آزادئ نسواں اس کی ایک بین دلیل ہے۔ یورپ محض اسی لیے روشن خیال ہے کہ وہاں ہر عورت کو ہر وقت دن ہو کہ رات ہر کام کرنے کی اجازت ہے۔ یورپ کے معاشرے میں ہمیں ہر روز پُر لطف اور مزیدار خبریں عورت کے حوالے سے ملتی ہیں' جن کو پڑھ کر ہماری روشن خیالی کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ ہمارا امریکہ کے ساتھ اس وقت جو گہرا تعلق ہے' وہ بھی جھوٹ اور روشن خیالی کے بنیادی اصولوں کی وجہ سے ہے۔ امریکہ نے جھوٹ بول کر افغانستان اور عراق پر حملہ کیا۔ ہم نے نہ صرف ان حملوں کو تسلیم کیا بلکہ امریکہ کے ساتھ تعاون بھی کیا۔ اسرائیل فلسطین کے اندر جو کچھ کر رہا ہے' وہ صرف جھوٹ اور طاقت کے بل بوتے پر کر رہا ہے۔ بھارت کشمیر کے اندر جس حکمت عملی کو اختیار کیے ہوئے ہے' وہ جھوٹ اور طاقت کی حکمت عملی ہے۔ بس تم بھی امریکہ، اسرائیل اور بھارت کی طرح جھوٹ اور روشن خیالی کو اپنا کر ایک طاقت ور قوم بن جاؤ کہ ترقی کے یہی وہ زینے ہیں جو اس دور میں تمہارے کام آسکتے ہیں۔ ورنہ یونہی طاقت ور قوموں کی ٹھوکروں سے فٹ بال بنے رہو گے۔ یہ جو بات میں آپ

سے کرر ہا ہوں یہ اس لیے بھی درست ہے کہ طاقت ور یہی کہتے ہیں۔ میری دانش پر اس وقت طاقتوروں کا مکمل کنٹرول اور قبضہ ہے اس کے علاوہ میں آپ سے اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ طاقت وروں نے منع کر رکھا ہے۔ اسی لیے تو میں مکمل روشن خیال ہوں جھوٹ اور طاقت میرے لیے ایمان کا درجہ اختیار کر چکے ہیں۔ فقہا بھی یہی کہتے ہیں کہ جان بچانے کے لیے اگر سُور بھی کھانا پڑے تو جائز ہے۔ میں نے ٹوکتے ہوئے کہا کہ اگر اس طرح سُور کھانے کی عادت پڑ جائے تو پھر کیا بنے گا؟ جو کچھ بنے گا وہ دیکھا جائے گا۔ فی الحال تو ہمیں جھوٹ اور طاقت کے سامنے سرِ تسلیم خم کر کے مکمل روشن خیال بن جانا چاہیے بعد میں کیا ہوگا دیکھا جائے گا۔

وہ یہ سب کچھ کہے جا رہے تھے اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ ان کو کیا ہو گیا ہے۔ اچھے بھلے تھے لیکن طاقت وروں کے خوف نے ان سے دانشوری چھین لی ہے۔ وہ خوف میں کیا کچھ کہہ رہے ہیں، شاید انہیں خود بھی معلوم نہیں اور نہ ہی انہیں اس بات کا احساس ہے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ اور یہ اشعار پڑھتا ہوا، سر جھکائے، منہ لٹکائے ہوٹل سے باہر آ گیا۔

اک خوف مسلسل کہ مسلط ہے سروں پر
اک خون کی بارش ہے برستی ہے گھروں پر
اب دیدہ وری، دور ہوئی دیدہ وروں سے
اب راز نہیں کھلتا کوئی دیدہ وروں پر
اپنے ہی خد و خال میں دُھندلائے ہوئے سے
الزام عبث دھرتے ہیں آئینہ گروں پر
مٹی کی صلاحیت پر نظر کس کی پڑی تھی
الزام ہے اب کیسا بھلا کوزہ گروں پر